آیاتہا ۵۶ سورۃ المدثر مکیۃ ۷۴ رکوعاتہا ۲

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ قُمْ فَاَنْذِرْ ۝٢ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۝٣ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ ۝٤ وَالرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۝٥ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۝٦ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۝٧ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ ۝٨ فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ۝٩ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ۝١٠

"اے چادر لپیٹنے والے! اٹھیے اور (لوگوں کو) ڈرائیے۔ اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کیجئے۔ اور اپنے لباس کو پاک رکھیے۔ اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔ اور کسی پر احسان نہ کیجئے زیادہ لینے کی نیت سے۔ اور اپنے رب (کی رضا) کے لیے صبر کیجئے۔ پھر جب صور پھونکا جائے گا۔ تو وہ دن بڑا سخت دن ہوگا۔ کفار پر آسان نہ ہوگا"۔

امام ابن ضریس، ابن مردویہ، نحاس اور بیہقی رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سورۃ المدثر مکہ مکرمہ میں نازل ہوئی۔(1)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے بھی اسی طرح نقل کیا ہے۔

امام طیالسی، عبدالرزاق، احمد، عبد بن حمید، بخاری، مسلم، ترمذی، ابن ضریس، ابن جریر، ابن منذر، ابن مردویہ اور ابن الانباری رحمہم اللہ نے المصاحف میں بیان کیا ہے کہ میں نے قرآن کریم میں سب سے اول نازل ہونے والے کے بارے حضرت ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: يٰۤاَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۝١ میں نے کہا: (لوگ) کہتے ہیں۔ اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِيْ خَلَقَ (العلق:1) تو حضرت ابوسلمہ رضی اللہ عنہ نے کہا: میں نے اسی کے بارے حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا: اور میں نے انہیں اسی طرح کہا جیسے تو نے کہا ہے۔ تو حضرت جابر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: میں تجھ سے کچھ بیان نہیں کروں گا مگر وہی جو رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیان فرمایا ہے۔ سو آپ ﷺ نے فرمایا: میں غار حراء میں خلوت نشین تھا۔ جب میں نے اپنی خلوت کی مدت پوری کر لی تو مجھے ندا دی گئی۔ اور میں نے اپنی دائیں جانب دیکھا۔ لیکن کوئی شے نہیں دیکھی۔ پھر اپنی بائیں جانب نظر کی اور ادھر بھی کوئی شے نہ دیکھی۔ پھر اپنی پیچھے کی جانب دیکھا مگر کوئی شے نہ پائی پھر میں نے اپنا سر اٹھایا۔ تو وہ فرشتہ دیکھا جو غار حراء میں میرے پاس آیا تھا۔ وہ زمین و آسمان کے درمیان کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ تو میں اس کے رعب کی وجہ سے ڈر گیا اور میں واپس لوٹ کر آیا اور کہا: مجھے چادر اوڑھا دو، مجھے چادر اوڑھا دو۔ پھر یہ آیات نازل

1۔ دلائل النبوۃ از بیہقی، باب ذکر السور التی نزلت بمکۃ، جلد 7، صفحہ 142، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ہوئیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ۔(1)

امام طبرانی اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے ضعیف سند کے ساتھ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ نے قریش کو کھانے کی دعوت دی۔ جب وہ کھانا کھا چکے تو اس نے کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو ان میں سے بعض نے کہا: یہ ساحر ہے۔ اور بعض نے کہا ساحر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا یہ کاہن ہے۔ اور بعض نے کہا: یہ کاہن نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ شاعر ہے اور بعض نے کہا شاعر نہیں ہے۔ پھر بعض نے کہا: یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے۔ پس ان میں اس پر اتفاق رائے ہو گیا کہ یہ جادو ہے جو پہلوں سے چلا آرہا ہے۔ جب یہ خبر حضور نبی کریم ﷺ تک پہنچی تو آپ نکلے اور اپنا سر ڈھانپ لیا اور چادر اوڑھ لی۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرْ ۙ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۙ۔(2)

امام حاکم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ کے بارے یہ قول نقل کیا ہے کہ آپ پر یہ امر لازم کر دیا گیا ہے، پس آپ اس کے ساتھ اٹھ کھڑے ہوں۔(3)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ تعالیٰ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ فرمایا: آپ ﷺ کپڑے میں لپٹے پڑے تھے۔ یعنی ایسی چوڑی چادر جس کا رواں چھوٹا تھا۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ (اور اپنے لباس کو) گناہ سے پاک رکھیے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ اور گناہ سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ ۙ فرمایا: آپ کوئی شے نہ دیجئے (اس غرض سے) کہ آپ کو اس سے زیادہ دی جائے گی۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ ۙ جب آپ کو کوئی عطیہ دیا جائے تو اسے اپنے رب کے لیے دے دیجئے اور خود صبر کیجئے۔ یہاں تک کہ وہی ہو جو وہ آپ کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اس طرح تفسیر بیان کی ہے کہ یٰۤاَیُّهَا الْمُدَّثِّرُ ۙ اے اپنے کپڑوں میں لپٹنے والے! قُمْ فَاَنْذِرْ ۙ اٹھیے اور اپنے رب کے عذاب، اس کے سابقہ امم میں واقع ہونے اور اس کی سزا کی شدت سے ڈرائیے جب کہ وہ انتقام لے۔ وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ ۙ اپنے کپڑوں کو گناہوں سے پاک رکھیے یہ عربی کلمہ ہے۔ عربوں میں جب کوئی آدمی عہد توڑتا اور اپنے عہد کو پورا نہ کرتا تو وہ کہتے "اِنَّ فُلَانًا لَدَنِسُ الثِّیَابِ" بے شک فلاں کپڑوں کو میلا اور داغ دار کرنے والا ہے۔ اور جب کوئی وعدہ کو پورا کرتا اور اصلاح کرتا تو کہتے "اِنَّ فُلَانًا لَطَاهِرُ الثِّیَابِ" بے شک فلاں کپڑوں کو پاک رکھنے والا ہے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ ۙ یہ دو بت تھے جو بیت اللہ شریف کے پاس تھے یعنی اساف اور نائلہ مشرکوں میں سے جو بھی ان کے پاس آتا وہ ان کے چہروں کو مس کرتا اور صاف کرتا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حکم ارشاد فرمایا: کہ آپ (حسب سابق) انہیں چھوڑے رکھیے اور ان سے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 171، دار احیاء التراث العربی بیروت

2۔ معجم کبیر، جلد 11، صفحہ 125 (11250)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 549 (3868)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

ایک طرف رکھیے۔ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ فرمایا: آپ دنیوی فوائد اور منافع حاصل کرنے کے لیے کسی کو کوئی شے عطا نہ کیجئے۔ اور نہ ہی لوگوں سے بہتر جزا اور بدلہ لینے کی خاطر کسی کو کچھ دیجئے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ وَ رَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝ کا معنی ہے اپنے رب کی عظمت بیان کیجئے۔ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ مراد آپ کی ذات ہے۔ یعنی اپنے نفس کو یاد رکھیے وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۝ فرمایا شیطان اور بتوں سے (حسب سابق) دور رہیے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہم نے عرض کی یا رسول اللہ! ﷺ ہم کیا کہیں جب ہم نماز میں شروع ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَ رَبَّكَ فَكَبِّرۡ ۝ تو رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کے ساتھ ہمیں نماز میں شروع ہونے کا حکم ارشاد فرمایا۔

امام ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے یٰۤاَيُّهَا الۡمُدَّثِّرُ ۝ اے سونے والے! وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ آپ کے کپڑے ایسے نہ ہوں جو آپ باطل کی کمائی سے پہنتے ہوں۔ وَ الرُّجۡزَ فَاهۡجُرۡ ۝ اور آپ (حسب سابق) بتوں سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمۡنُنۡ تَسۡتَكۡثِرُ ۝ آپ کسی کو عطیہ نہ دیجئے جس کے عوض آپ اس سے افضل کی تلاش اور آرزو رکھتے ہوں۔(2)

امام فریابی، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ اور آپ اپنے آپ کو گناہ سے پاک رکھیے۔ اسی کو کلام عرب میں نقی الثیاب (کپڑوں کی صفائی) سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ حاکم نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے۔(3)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے: وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ اپنے آپ کو غدر سے محفوظ رکھیے اور آپ غدار (دھوکہ باز) نہ ہو جائیے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن الانباری نے الوقف والابتداء (میں) اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَ ثِيَابَكَ فَطَهِّرۡ ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: اس کا مفہوم ہے آپ خیانت اور فسق و فجور کا لباس نہ پہنیے۔ پھر فرمایا کیا تم غیلان بن سلمہ کا قول نہیں سنتے ہو:

اِنِّیۡ بِحَمۡدِ اللّٰهِ لَا ثَوۡبَ فَاجِرٍ　　لَبِسۡتُ وَلَا مِنۡ غَدۡرَةٍ اَتَقَنَّعُ

''بحمد اللہ! میں نے نہ فسق و فجور کا لباس پہنا ہے اور نہ ہی خیانت و بدعہدی کا کپڑا اوڑھا ہے''۔(4)

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 77-76-73-172، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 76-75-174
3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3869)، دارالکتب العلمیہ بیروت
4۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 173

marfat.com
Marfat.com

امام ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں جب کوئی آدمی اپنا عہد توڑتا تھا تو وہ کہا کرتے فلاں نے کپڑے میلے اور داغدار کر دیئے (فلاں دنس الثیاب)

امام ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ کے تحت ابو رزین رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔ دور جاہلیت میں جب کوئی آدمی حسن عمل کا مظاہرہ کرتا تو وہ اسے کہا کرتے: فُلَانَ طَاهِرُ الثِّیَابِ۔ فلاں کپڑوں کو پاک وصاف رکھنے والا ہے۔(1)

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے عمل کی اصلاح کیجئے۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے اسی آیت کے ضمن میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے: آپ نہ کاہن ہیں اور نہ ساحر ہیں۔ پس آپ اس سے اعراض کیجئے۔ وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ اور بتوں سے دور رہیے۔ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ اور آپ بطور احسان اس امید پر کوئی شے نہ دیجئے کہ آپ کو اس سے افضل ثواب ملے گا۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ اور جس پر آپ کو ستایا جائے اس پر آپ اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے: وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ آپ اپنے آپ کو پاک رکھیے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ مراد آپ کا وہ لباس نہیں ہے جو آپ پہنتے تھے۔

امام ابن منذر نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے: آپ اپنے خلق کو پاک کیجئے اور حسین بنایئے۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت یزید بن مرثد رحمہ اللہ سے یہ روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ پر بکری کی اوجھ پھینکی گئی۔ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا وَ ثِیَابَكَ فَطَهِّرْ آپ اپنے لباس کو پاک کر لیجئے۔

امام طبرانی، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے الرِّجْزَ کو راء کے کسرہ کے ساتھ حضور نبی کریم ﷺ کے سامنے پڑھا۔(2)

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے: وَ الرُّجْزَ فَاهْجُرْ یعنی راء کو رفع کے ساتھ اور فرمایا: یہ بت ہیں۔(3)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: میں نے مصحف ابی میں پڑھا ہے: وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے یہ بیان کیا ہے کہ آپ وَ لَا تَمْنُنْ تَسْتَكْثِرُ

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34918)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ معجم کبیر، جلد 10، صفحہ 95 (10070)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

3۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 275 (2992)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

کے ضمن میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تاکہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے۔ بلاشبہ یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں نازل کیا گیا۔

امام عبد بن حمید نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی کو کوئی شے نہ دیں تاکہ آپ کو اس سے زیادہ دیا جائے اور یہ حکم حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے خاص ہے اور عوام الناس کو وسعت دی گئی ہے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ کسی آدمی کو اس امید پر کوئی شے نہ دیں کہ وہ آپ کو اس سے زیادہ دے گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ آپ اپنے نزدیک اپنے عمل کو عظیم نہ قرار دیں کہ آپ خیر اور نیکی کو کثیر سمجھنے لگیں۔

امام ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے آپ یہ نہ کہیں: میں نے انہیں دعوت دی ہے اور اسے مجھ سے قبول نہیں کیا گیا۔ واپس لوٹیے اور انہیں دعوت دیجئے۔ وَ لِرَبِّكَ فَاصْبِرْ۝ اور اس پر اپنے رب کے لیے صبر کیجئے۔

امام ابن جریر، ابن منذر اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔ اور يَوْمٌ عَسِيْرٌ۝ کا معنی ہے انتہائی شدید اور سخت دن۔(2)

امام عبدالرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی نقل کیا ہے کہ فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ کا معنی ہے جب صور میں پھونکا جائے گا۔(3)

امام عبد بن حمید نے حضرت عکرمہ، حضرت ابو مالک اور حضرت عامر رحمہم اللہ تعالیٰ تمام سے اسی طرح نقل کیا ہے۔

عبد بن حمید نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ ناقور سے مراد صور ہے اور یہ بگل کی طرح کی کوئی شے ہے۔

امام ابن ابی شیبہ، طبرانی اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ یہ آیت فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے کیسا انعام فرمایا ہے۔ حالانکہ صور پھونکنے والا فرشتہ سینگ کو منہ میں ڈالے اور اپنا چہرہ ٹیڑھا کیے یہ سننے کے لیے منتظر ہے کہ اسے کب حکم دیا جاتا ہے؟ صحابہ کرام نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وسلم ہم کیسے کہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تم کہو "حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ عَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا"۔(4)

امام ابن سعد اور حاکم رحمہما اللہ نے حضرت بہز بن حکیم رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ حضرت زرارہ بن اوفی رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری امامت کرائی اور سورۂ مدثر کی قرأت کی۔ جب اس آیت پر پہنچے: فَاِذَا نُقِرَ فِي النَّاقُوْرِ۝ تو مردہ ہو کر گر پڑے اور میں انہیں اٹھانے والوں میں شامل تھا۔(5)

1۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12672)، مکتبۃ العلوم والحکم بغداد

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 180,81، دار احیاء التراث العربی بیروت

3۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 362 (3382)، دار الکتب العلمیہ بیروت

4۔ معجم کبیر، جلد 12، صفحہ 128 (12671)

5۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3871)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے فَذٰلِكَ يَوْمَئِذٍ يَّوْمٌ عَسِيْرٌ ﴿۹﴾ کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کا ذکر فرمایا جن پر عذاب کی مشقت اور تنگی ہوگی فرمایا عَلَى الْكٰفِرِيْنَ غَيْرُ يَسِيْرٍ ﴿۱۰﴾۔

ذَرْنِيْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِيْدًا ﴿۱۱﴾ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ وَّ بَنِيْنَ
شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ﴿۱۴﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ﴿۱۵﴾ كَلَّا ۭ اِنَّهٗ كَانَ
لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ﴿۱۶﴾ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ﴿۱۷﴾ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ
كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾
ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ يُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا
قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿۲۵﴾ سَاُصْلِيْهِ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ وَ مَاۤ اَدْرٰىكَ مَا سَقَرُ ﴿۲۷﴾ لَا تُبْقِيْ وَ لَا
تَذَرُ ﴿۲۸﴾ لَوَّاحَةٌ لِّلْبَشَرِ ﴿۲۹﴾ عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ وَ مَا جَعَلْنَاۤ اَصْحٰبَ النَّارِ
اِلَّا مَلٰٓئِكَةً ۪ وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۙ لِيَسْتَيْقِنَ
الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ يَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِيْمَانًا وَّ لَا يَرْتَابَ الَّذِيْنَ
اُوْتُوا الْكِتٰبَ وَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۙ وَ لِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ
الْكٰفِرُوْنَ مَاذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۭ كَذٰلِكَ يُضِلُّ اللّٰهُ مَنْ يَّشَآءُ
وَ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ ۭ وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ ۭ وَ مَا هِيَ اِلَّا
ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ ﴿۳۱﴾ كَلَّا وَ الْقَمَرِ ﴿۳۲﴾ وَ الَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ ﴿۳۳﴾ وَ الصُّبْحِ اِذَاۤ
اَسْفَرَ ﴿۳۴﴾ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ ﴿۳۵﴾ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ ﴿۳۶﴾ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ
يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ ﴿۳۷﴾

"آپ چھوڑ دیجئے مجھے اور جس کو میں نے تنہا پیدا کیا ہے۔ اور دے دیا ہے اس کو مال کثیر۔ اور بیٹے دیئے ہیں جو پاس رہنے والے ہیں۔ اور مہیا کر دیا ہے اسے ہر قسم کا سامان۔ پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں، وہ ہماری آیتوں کا سخت دشمن ہے۔ میں اسے مجبور کروں گا کہ وہ کٹھن چڑھائی چڑھے۔ اس نے غور کیا اور

marfat.com

Marfat.com

09B

پھر ایک بات طے کرلی۔ اس پر پھٹکار، اس نے کتنی بری بات طے کی۔ اس پر پھر پھٹکار، کیسی بری بات اس نے طے کی۔ پھر دیکھا۔ پھر منہ بسورا اور ترش رو ہوا۔ پھر پیٹھ پھیری اور غرور کیا۔ پھر بولا یہ نہیں ہے مگر جادو جو پہلوں سے چلا آتا ہے۔ یہ نہیں مگر انسان کا کلام۔ عنقریب میں اسے جہنم میں جھونکوں گا۔ اور تو کیا سمجھے کہ جہنم کیا ہے۔ نہ باقی رکھے اور نہ چھوڑے۔ جھلسا دینے والی آدمی کی کھال کو۔ اس پر انیس فرشتے مقرر ہیں۔ اور ہم نے نہیں مقرر کیے آگ کے داروغے مگر فرشتے اور نہیں بنایا ہم نے ان کی تعداد کو مگر آزمائش ان لوگوں کے لیے جنہوں نے کفر کیا، تاکہ یقین کرلیں اہل کتاب اور بڑھ جائے اہل ایمان کا ایمان اور نہ شک میں مبتلا ہوں اہل کتاب اور مومن اور تاکہ کہنے لگیں جن کے دلوں میں روگ ہے اور کفار کیا ارادہ کیا ہے اللہ نے اس بیان سے۔ یونہی اللہ تعالیٰ (ایک ہی بات سے) گمراہ کردیتا ہے جس کو چاہتا ہے اور ہدایت بخشتا ہے جس کو چاہتا ہے اور کوئی نہیں جانتا آپ کے رب کے لشکروں کو بغیر اس کے اور نہیں ہے یہ بیان مگر نصیحت لوگوں کے لیے۔ ہاں ہاں! چاند کی قسم! اور رات کی قسم! جب وہ پیٹھ پھیرنے لگے۔ اور صبح کی قسم! جب روشن ہو جائے۔ یقیناً دوزخ بڑی آفتوں میں سے ایک آفت ہے۔ ڈراوا ہے لوگوں کے لیے۔ ان کے لیے جو تم میں سے آگے بڑھنا چاہتے ہیں یا پیچھے رہنا چاہتے ہیں''۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ اس آیت میں وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ نے اس کی ماں کے بطن سے تنہا پیدا کیا نہ اس کا کوئی مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے مال و اولاد، دولت و ثروت اور وافر حیوانوں کی صورت میں رزق عطا فرمایا۔ كَلَّا ؕ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰیٰتِنَا عَنِیْدًا ﴿۱۶﴾ فرمایا: وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کے ساتھ کفر اور ان کا انکار کرتا ہے۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فرمایا ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ اس نے کہا: جو کچھ اس آدمی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے میں اس کے بارے غور و فکر کرتا رہا۔ تو میں نے یہ پایا کہ وہ شعر نہیں۔ بلاشبہ اس کلام میں خاص حلاوت اور شیرینی ہے انتہائی حسین اور پر رونق ہے اور درجہ و رتبہ میں یہ بلند ہے۔ اس پر کوئی بلند نہیں۔ اور مجھے اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ سحر (جادو) ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اس کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں: فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ فرمایا اس کا معنی ہے اس نے منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

ابن مردویہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آیت میں وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔

امام عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے اس طرح تفسیر نقل کی ہے کہ ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾ کے بارے فرمایا: میں نے اسے تنہا پیدا کیا یعنی نہ اس کے پاس مال تھا اور نہ ہی اولاد۔ وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ﴿۱۲﴾ اور میں نے اسے مال کثیر یعنی ہزار دینار دے دیئے۔ وَّ بَنِیْنَ اور بیٹے اور وہ دس تھے۔ شُهُوْدًا ﴿۱۳﴾ فرمایا: پاس رہنے والے جو اس سے غائب نہیں ہوتے ہیں۔

marfat.com

Marfat.com

وَّ مَهَّدْتُّ لَهٗ تَمْهِيْدًا ۝ اور میں نے اس کے لیے مال واولاد کو پھیلا دیا (یعنی کثرت سے یہ نعمت عطا فرمائی)۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا پھر طمع کرتا ہے کہ میں اسے مزید عطا کروں۔ ہرگز نہیں۔ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: پھر وہ مسلسل اپنے مال واولاد میں نقصان اور خسارہ دیکھنے لگا یہاں تک کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ بے شک وہ ہماری آیات کے بارے بغض وعداوت رکھتا ہے اور انہیں اجنبی قرار دینے والا ہے۔ سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ میں اسے عذاب کی مشقت اٹھانے پر مجبور کر دوں گا۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت ابو مالک رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: آیت میں وَحِيْدًا ۝ سے مراد ولید بن مغیرہ ہے۔ اور وَّ بَنِيْنَ شُهُوْدًا ۝ کے تحت کہا: اس کے تیرہ بیٹے تھے۔ ثُمَّ يَطْمَعُ اَنْ اَزِيْدَ ۝ كَلَّا فرمایا: اس آیت کے نازل ہونے کے دن کے بعد اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا اور سوائے اس مال کے جو اس کے پاس تھا اس کے مال میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ کیونکہ وہ ہماری آیات کو محض مشقت اور صعوبت گمان کرتا ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے ان آیات کی یہ تفسیر نقل کی ہے کہ ان میں وحید سے مراد ولید بن مغیرہ بن ہشام مخزومی ہے۔ اس کے تیرہ بیٹے تھے اور تمام کے تمام گھر کے مالک تھے۔ پس جب یہ آیت نازل ہوئی: اِنَّهٗ كَانَ لِاٰيٰتِنَا عَنِيْدًا ۝ تو وہ مسلسل اپنی ذات، مال اور اپنی اولاد کے لحاظ سے دنیا سے تنزل اور خاتمے کی جانب بڑھنے لگا، یہاں تک کہ اسے اللہ تعالیٰ نے دنیا سے نکال دیا۔

ابن منذر نے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ مال کثیر سے مراد ہزار دینار ہیں۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سفیان رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ سے مراد دس لاکھ ہیں۔

امام ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور دینوری رحمہم اللہ نے المجالسہ میں حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ آپ سے وَّ جَعَلْتُ لَهٗ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ کے بارے پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا: مسلسل کئی مہینوں کا غلہ۔(2)

امام ابن مردویہ نے حضرت نعمان بن سالم رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ مَالًا مَّمْدُوْدًا ۝ سے مراد زمین ہے۔

امام ہناد رحمہ اللہ نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے سَاُرْهِقُهٗ صَعُوْدًا ۝ کی تفسیر میں یہ قول نقل کیا ہے کہ یہ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔ اہل جہنم کو اس پر چڑھنے کا پابند کیا جائے گا۔ پس جب بھی وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گا۔ اور جب وہ انہیں اٹھائیں گے تو وہ وہیں لوٹ آئے گا جہاں پہلے تھا۔

امام حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی نے دلائل میں حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ بیان کیا ہے کہ ولید بن مغیرہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے قرآن پڑھ کر سنایا۔ تو اس نے اسے خوب نرم کر دیا۔ یہ خبر ابو جہل کے پاس پہنچی۔ تو وہ اس کے پاس آیا اور کہا: اے میرے چچا! بلاشبہ تیری قوم یہ ارادہ رکھتی ہے کہ وہ تیرے لیے مال جمع کریں۔ تاکہ وہ مال تجھے دے سکیں۔ کیونکہ تو محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس آیا ہے

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 85-181، داراحیاء التراث العربی بیروت
2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 183

marfat.com
Marfat.com

تا کہ تو جو کچھ اس سے پہلے تھا اس سے اعراض کرے۔ تو ولید نے کہا: تحقیق قریش جانتے ہیں کہ میں ان کی نسبت زیادہ اور وافر مال رکھتا ہوں۔ تو ابو جہل نے کہا: تو پھر اس کے بارے میں کوئی ایسی بات کہو۔ جو تیری قوم تک پہنچے تو وہ یقین کر لیں کہ تو بلاشبہ منکر ہے یا پھر تو اسے انتہائی ناپسند کرتا ہے۔ اس نے کہا: میں اس کے بارے کیا کہوں؟ قسم بخدا! تم میں سے کوئی آدمی بھی نہیں جو شعر کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی کوئی شعر کے رجز اور اس کے قصیدہ کے بارے مجھ سے زیادہ جانتا ہو اور نہ ہی شاعر الجن کے بارے کوئی زیادہ واقف ہے۔ قسم بخدا! جو کچھ وہ کہتا ہے وہ ان میں سے کسی شے کے مشابہ نہیں ہے۔ اور قسم بخدا! بلاشبہ اس کا وہ قول جو وہ کہتا ہے انتہائی شیریں اور حلاوت انگیز ہے۔ اس پر انتہائی حسن اور رونق ہے۔ بلاشبہ اس کی شاخیں پھل دار ہیں اور اس کی جڑیں انتہائی گہری ہیں اور بلاشبہ وہ غالب اور بلند ہے اور اس پر کوئی شے غالب نہیں اور بلاشبہ یہ اپنے ماتحت کو توڑ دیتا ہے۔ ابو جہل نے کہا: تیری قوم تجھ سے راضی نہیں ہوگی یہاں تک کہ تو اس کے بارے کچھ تو کہے۔ ولید نے کہا: سو مجھے چھوڑ دو تا کہ میں کچھ غور و فکر کر لوں۔ پس اس نے سوچ و بچار کی۔ پھر جب غور و فکر کر چکا تو اس نے کہا: یہ تو سحر (جادو) ہے جو پہلوں سے چلا آ رہا ہے اور یہ اسے دوسروں سے نقل کر رہے ہیں۔ تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی: ذَرْنِیْ وَ مَنْ خَلَقْتُ وَحِیْدًا ﴿۱۱﴾۔ (1)

امام ابن جریر، ابو نعیم نے حلیہ میں عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے اس روایت کو حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے مرسل روایت کیا ہے۔

امام ابو نعیم رحمہ اللہ نے دلائل میں حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے، تو ولید بن مغیرہ نے قریش کو جمع کیا اور کہا: تم اس آدمی کے بارے میں کیا کہو گے۔ تو بعض نے کہا: وہ شاعر ہے اور بعض نے کہا: وہ کاہن ہے۔ تو ولید نے کہا: میں نے شاعر کا قول بھی سنا ہوا ہے اور کاہنوں کا کلام بھی سنا ہے۔ یہ اس کی مثل نہیں ہے۔ تو لوگوں نے کہا پھر تو کیا کہتا ہے؟ راوی نے کہا: پس وہ کچھ وقت غور و فکر اور سوچ بچار کرتا رہا۔ اِنَّهٗ فَكَّرَ وَ قَدَّرَ ﴿۱۸﴾ فَقُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۱۹﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَیْفَ قَدَّرَ ﴿۲۰﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿۲۱﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَ بَسَرَ ﴿۲۲﴾ ثُمَّ اَدْبَرَ وَ اسْتَكْبَرَ ﴿۲۳﴾ فَقَالَ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا سِحْرٌ یُّؤْثَرُ ﴿۲۴﴾۔

امام ابن جریر اور ابن مردویہ رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ روایت بیان کی ہے کہ ولید بن مغیرہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے قرآن کریم کے بارے میں کچھ پوچھا۔ جب آپ نے اسے بتایا تو پھر وہ قریش کے پاس گیا اور کہا: باعث تعجب ہے وہ کلام جو ابن ابی کبشہ کہتا ہے۔ قسم بخدا! نہ وہ شعر ہے اور نہ سحر اور نہ ہی وہ کسی مجنون کی ہذیانات ہیں۔ بے شک ان کی گفتگو اس کے بارے ہے جو کلام الٰہی ہے۔ جب قریش کی جماعت نے اس سے یہ گفتگو سنی۔ تو وہ اس کے پاس جمع ہوئے اور کہنے لگے قسم بخدا! اگر ولید صابی ہو گیا، تو قریش یقیناً صابی ہو جائیں گے (یعنی اپنا دین بدل لیں گے) جب یہ بات ابو جہل نے سنی تو اس نے کہا: قسم بخدا! میں اس کے بارے تم تمام کی جانب سے کافی ہوں۔ چنانچہ وہ اٹھا اور ولید کے گھر چلا گیا۔ اس نے ولید سے کہا: کیا تو نے اپنی قوم کو نہیں دیکھا، انہوں نے تیرے لیے صدقہ جمع کیا

1۔ متدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 550 (3872)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com
Marfat.com

ہے؟ تو اس نے جواب دیا: کیا میں ان سے زیادہ مال واولاد والا نہیں ہوں؟ تو ابوجہل نے اسے کہا: وہ باتیں کر رہے ہیں کہ تو علی ابن ابی قحافہ کے پاس جاتا ہے۔ تاکہ اس کے کھانے میں تو بھی شامل ہو جائے۔ تو پھر ولید نے کہا: میرا خاندان اس طرح کی باتیں کرتا ہے۔ تو قسم بخدا! میں ابن ابی قحافہ، عمر اور ابن ابی کبشہ میں سے کسی کے بھی قریب تک نہ جاؤں گا۔ اس کا قول نہیں ہے مگر ایسا سحر (جادو) جو پہلوں سے آرہا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائیں: ذَرْنِي وَمَنْ خَلَقْتُ وَحِيدًا ﴿١١﴾ وَجَعَلْتُ لَهُ مَالًا مَّمْدُودًا ﴿١٢﴾ وَبَنِينَ شُهُودًا ﴿١٣﴾ وَمَهَّدتُّ لَهُ تَمْهِيدًا ﴿١٤﴾ ثُمَّ يَطْمَعُ أَنْ أَزِيدَ ﴿١٥﴾ كَلَّا ۖ إِنَّهُ كَانَ لِآيَاتِنَا عَنِيدًا ﴿١٦﴾ سَأُرْهِقُهُ صَعُودًا ﴿١٧﴾ إِنَّهُ فَكَّرَ وَقَدَّرَ ﴿١٨﴾ فَقُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿١٩﴾ ثُمَّ قُتِلَ كَيْفَ قَدَّرَ ﴿٢٠﴾ ثُمَّ نَظَرَ ﴿٢١﴾ ثُمَّ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿٢٢﴾ ثُمَّ أَدْبَرَ وَاسْتَكْبَرَ ﴿٢٣﴾ فَقَالَ إِنْ هَٰذَا إِلَّا سِحْرٌ يُؤْثَرُ ﴿٢٤﴾ إِنْ هَٰذَا إِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ ﴿٢٥﴾ سَأُصْلِيهِ سَقَرَ ﴿٢٦﴾ وَمَا أَدْرَاكَ مَا سَقَرُ ﴿٢٧﴾ لَا تُبْقِي وَلَا تَذَرُ ﴿٢٨﴾۔ (1)

امام ابن جریر اور ہناد بن سری نے الزہد میں اور عبد بن حمید رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ عَنِيدًا ﴿١٦﴾ کا معنی جَحُودًا ہے۔ یعنی بہت زیادہ انکار کرنے والا۔ (2)

امام احمد، ابن منذر، ترمذی، ابن ابی الدنیا نے صفۃ النار میں، ابن جریر، ابن ابی حاتم، ابن حبان، حاکم اور آپ نے اس روایت کو صحیح قرار دیا ہے اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صَعُودٌ جہنم میں ایک پہاڑ ہے جس پر کافر ستر خریف تک چڑھتا رہے گا اور پھر گر جائے گا اور ہمیشہ اسی کیفیت سے دوچار رہے گا۔ (3)

امام عبدالرزاق، سعید بن منصور، فریابی، عبد بن حمید، ابن ابی الدنیا، ابن منذر، طبرانی، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے ایک دوسری سند سے حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ صَعُودٌ جہنم میں ایک چٹان ہے کہ جب وہ اپنے ہاتھ اس پر رکھیں گے تو وہ پگھل جائے گی۔ اور جب وہ انہیں اٹھالیں گے تو وہ لوٹ آئے گی اور اس کی مشقت سے چھٹکارا اس میں ہے: فَكُّ رَقَبَةٍ ﴿١٣﴾ أَوْ إِطْعَامٌ فِي يَوْمٍ ذِي مَسْغَبَةٍ ﴿١٤﴾ (البلد) (4)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ صَعُودٌ جہنم میں ایک چٹان ہے جس پر کافر کو اس کے چہرے کے بل گھسیٹا جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے۔ کہ صَعُودٌ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُودٌ جہنم میں ایک پہاڑ ہے۔

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 87-186، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 184

3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 185

4۔ تفسیر عبدالرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366، (3398)، دارالکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ صَعُوۡدًا جہنم میں ایک چکنی اور ملائم چٹان ہے جس پر چڑھنے کا اہل جہنم کو مکلف بنایا جائے گا۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ صَعُوۡدًا سے مراد عذاب کی مشقت ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ عَبَسَ وَبَسَرَ ﴿۲۲﴾ کا معنی ہے کہ اس نے اپنی آنکھوں کے درمیان سلوٹیں بنائیں اور منہ بسورا، تیوری چڑھائی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ یُّؤۡثَرُ ﴿۲۴﴾ کا مفہوم ہے کہ آپ اسے دوسرے سے روایت کرتے ہیں۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ سَقَرَ ﴿۲۶﴾ جہنم کا سب سے نیچے والا درجہ ہے، اس میں آگ ہے جس میں زقوم کا درخت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبۡقِیۡ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ کا معنی ہے نہ وہ زندہ رکھے گی اور نہ ہی مارے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَا تُبۡقِیۡ کا مفہوم ہے کہ جب وہ انہیں پکڑے گی تو ان میں سے کوئی شے باقی نہیں رہنے دے گی۔ اور جب انہیں نئی جلد سے بدل دیا جائے گا تو وہ نہیں چھوڑے گی پہلا عذاب ان کی طرف پھر جلدی سے بڑھ جائے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ سے لَا تُبۡقِیۡ وَ لَا تَذَرُ ﴿۲۸﴾ کا یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ وہ اسے مکمل طور پر کھا جائے گی۔ اور جب اس کی خلقت ظاہر ہوگی تو وہ اسے نہیں چھوڑے گی یہاں تک کہ اس پر واقع ہو جائے گی۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن زید رحمۃ اللہ علیہ سے اسی آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ جہنم گوشت، ہڈی، رگ اور مغز سبھی کچھ کھا جائے گی اور اس پر کچھ بھی نہیں چھوڑے گی۔

عبد بن حمید اور ابن منذر نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَۃٌ لِّلۡبَشَرِ ﴿۲۹﴾ کا معنی ہے جلد کو جلانے والی ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے وہ جلد کو جھلسا دے گی اور اسے جلا دے گی۔ پس اس کا رنگ متغیر ہو جائے گا اور رات سے بھی زیادہ سیاہ ہو جائے گا۔

امام ابن ابی شیبہ اور احمد رحمہما اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ وہ اس کی جلد کو جھلسا دے گی یہاں تک کہ اسے رات سے بھی زیادہ سیاہ کر چھوڑے گی۔(1)

امام ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی سند سے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ لَوَّاحَۃٌ کا معنی ہے جلا دینے والی۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 154 (34922)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

marfat.com

Marfat.com

امام ابن ابی حاتم، ابن مردویہ اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت براء رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ یہودیوں کی ایک جماعت نے حضور نبی کریم ﷺ کے صحابہ کرام میں سے ایک سے جہنم کے داروغوں کے بارے پوچھا۔ تو اس نے جواب دیا۔ اللہ ورسولہ اعلم۔ یعنی اللہ تعالیٰ اور اسی کا رسول معظم ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر وہ حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ کی خبر دی۔ تو اس وقت آپ پر یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝۔

امام ترمذی اور ابن مردویہ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ یہودیوں میں سے کچھ لوگوں نے حضور نبی کریم ﷺ کے کچھ اصحاب سے کہا: کیا تمہارے نبی جہنم کے داروغوں کی تعداد جانتے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا: اتنے اور اتنے۔ اور ایک بار اشارہ دس سے کیا اور دوسری بار نو سے (یعنی جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے)۔(1)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی: عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ تو قریش میں سے ایک آدمی جسے ابوالاشدین کہا جاتا ہے۔ اس نے کہا: اے گروہ قریش! تمہیں انیس خوفزدہ نہیں کر سکیں گے۔ میں ان میں سے دس کو اپنے دائیں کندھے کے ساتھ دور ہٹا دوں گا اور نو کو اپنے بائیں کندھے کے ساتھ۔ پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: وَمَا جَعَلْنَآ اَصْحٰبَ النَّارِ اِلَّا مَلٰٓئِكَةً۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہ قول بیان کیا ہے کہ جب ابوجہل نے یہ سنا عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ تو اس نے قریش سے کہا: تمہاری مائیں تمہیں روئیں۔ میں نے ابن ابی کبشہ کو تمہیں یہ خبر دیتے ہوئے سنا ہے کہ جہنم کے داروغے انیس ہیں اور تم کثیر تعداد میں ہو۔ کیا تم میں سے دس دس مل کر جہنم کے داروغوں میں سے ایک آدمی کو پکڑنے سے عاجز ہو گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنی نبی مکرم ﷺ کی طرف وحی فرمائی کہ وہ ابوجہل کو لے آئیں۔ سو آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے بطحا مکہ میں پکڑ لیا اور اسے کہا۔ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى ۝ ثُمَّ اَوْلٰى لَكَ فَاَوْلٰى (القیامۃ)۔(2)

امام عبد بن حمید اور ابن جریر رحمہما اللہ نے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ کے تحت حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جس وقت یہ آیت نازل ہوئی تو ابوجہل نے کہا: اے گروہ قریش! کیا تم میں سے دس افراد یہ طاقت نہیں رکھیں گے کہ وہ جہنم کے داروغوں میں سے ایک پر غالب آ جائیں حالانکہ تم کثیر تعداد میں ہو؟(3)

امام ابن مبارک، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن منذر اور بیہقی رحمہم اللہ نے البعث میں حضرت ازرق بن قیس رحمہ اللہ کی سند سے بنی تمیم کے ایک آدمی سے یہ قول بیان کیا ہے کہ ہم ابوعوام کے پاس تھے۔ تو اس نے یہ آیت پڑھی عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ۝ اور کہا: تم کیا کہتے ہو کیا انیس فرشتے یا انیس ہزار؟ میں نے کہا نہیں بلکہ انیس فرشتے۔ تو انہوں نے کہا: تجھے یہ علم کہاں سے آیا؟ ہم نے کہا: اس طرح کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے وَمَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا۔ تو انہوں نے کہا: تو نے سچ کہا ہے۔ وہ انیس فرشتے ہیں، ان میں سے ہر فرشتے کے ہاتھ میں لوہے کا ایک گرز ہے۔ اس کی دو شاخیں ہیں۔ پس وہ

1۔ سنن ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 5، صفحہ 400 (3328)، دارالحدیث قاہرہ

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 190، داراحیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً

marfat.com
Marfat.com

اس کے ساتھ ایک ضرب لگائے گا تو اس کے ساتھ ستر ہزار جہنم میں گر جائیں گے اور ان میں سے ہر فرشتے کے دو کندھوں کے درمیان اتنی اتنی مسافت (فاصلہ) ہے۔(1)

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے عَلَيْهَا تِسْعَةَ عَشَرَ ﴿۳۰﴾ کے تحت کہا: انہیں فتنہ اور آزمائش بنایا گیا۔ آپ نے فرمایا: ابو الاشدین جمحی نے کہا: وہ میرے قدم کو بھی نہیں پہنچ سکیں گے یہاں تک کہ میں انہیں جہنم سے دور ہٹا دوں گا۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ آپ نے وَّ مَا جَعَلْنَا عِدَّتَهُمْ اِلَّا فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ كَفَرُوْا کے تحت فرمایا کہ ابو الاشدین نے کہا: تم میرے اور جہنم کے داروغوں کے درمیان سے ہٹ جانا میں تمہاری جانب سے ان کی مشقت کے لیے کافی ہوں۔ فرمایا: مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہنم کے داروغوں کا وصف بیان کرتے ہوئے فرمایا: ان کی آنکھوں (کی چمک) بجلی کی طرح ہے اور ان کے مونہوں کے دانت مرغ کی خاروں کی طرح ہے۔ وہ انہیں پلکوں سے کھینچ لائیں گے اور ان کی قوت ثقلین (جن وانس) کی مثل ہے۔ ان میں سے لوگوں کے ایک گروہ کو ہانک کر لے آئے گا اور اس کی گردن پر پہاڑ ہوگا حتی کہ وہ انہیں جہنم میں پھینک کر ان کے اوپر پہاڑ پھینک دے گا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ لِيَسْتَيْقِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ کا مفہوم یہ ہے کہ اہل کتاب اپنی کتابوں میں بھی ان کی تعداد انیس ہی پاتے ہیں۔ وَيَزْدَادَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِيْمَانًا کہ وہ اس کے ساتھ ایمان لائے جو تعداد ان کی کتابوں میں ہے۔ پس اس سے ان کے ایمان بھی بڑھ جائیں گے۔

امام عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم بیان کیا ہے کہ اہل کتاب اس وقت یقین کرلیں گے جب کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد اس کے موافق ہے جو ان کی کتابوں میں ہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول نقل کیا ہے کہ اہل کتاب اپنے پاس ہی جہنم کے داروغوں کی تعداد اتنی ہی لکھی ہوئی پاتے ہیں۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قرآن کریم نے ان کی کتابوں کی تصدیق کردی ہے جو اس سے پہلے نازل ہوئیں مثلاً تورات وانجیل وغیرہ کہ جہنم کے داروغوں کی تعداد انیس ہے۔ وَلِيَقُوْلَ الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ تاکہ وہ کہیں جن کے دلوں میں نفاق ہے۔ واللہ اعلم۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے وَ مَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ کے تحت کہا: تیرے رب کے لشکروں کی کثرت تعداد کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن جریج رحمہ اللہ سے بھی اسی طرح بیان کیا ہے۔

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب ذکر النار، جلد 7، صفحہ 57 (34183)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364 (3386)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام بیہقی رحمہ اللہ نے الاسماء والصفات میں حضرت ابن جریج رحمہ اللہ کی سند سے ایک آدمی سے اور اس نے حضرت عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا: کون سی مخلوق اعظم ہے؟ انہوں نے جواب دیا: فرشتے۔ پھر پوچھا: وہ کس سے پیدا کیے گئے ہیں؟ فرمایا بازوؤں اور سینے کے نور سے۔ فرمایا پھر اس نے دونوں بازو پھیلا دیئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ تم الفی الفین ہو جاؤ۔ تو ابن جریج سے پوچھا گیا۔ الفی الفین کیا ہے؟ تو انہوں نے فرمایا: وہ تعداد جس کی کثرت کو شمار نہ کیا جا سکے۔

امام طبرانی رحمہ اللہ نے الاوسط میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں شب اسراء کے بارے بتایا اور فرمایا میں اور جبرائیل علیہ السلام آسمان دنیا کی طرف بلند ہوئے تو میں ایک فرشتے کے پاس پہنچا جسے اسماعیل کہا جاتا ہے اور وہی آسمان دنیا کا حاکم ہے۔ اس کے ماتحت ستر ہزار فرشتے ہیں اور ان میں سے ہر فرشتے کے ساتھ ایک لاکھ کا لشکر ہے۔ پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَمَا يَعْلَمُ جُنُوْدَ رَبِّكَ اِلَّا هُوَ۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ وَمَا هِيَ اِلَّا ذِكْرٰى لِلْبَشَرِ۝ کا مفہوم ہے کہ یہ آتش جہنم انسان کے لیے نصیحت ہے۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بھی یہی تفسیر نقل کی ہے۔

امام ابوعبید، سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ میں اِذْ کو الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور اور عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ پڑھتے تھے۔

امام ابوعبیدہ اور ابن منذر رحمہما اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی قرأت کی طرح دبر پڑھا ہے۔

امام ابوعبید، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے نقل کیا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے اذ بغیر الف کے اور ادبر الف کے ساتھ پڑھا ہے۔

امام ابوعبید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت ہارون رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ یہ دونوں لفظ حضرت ابی اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہما کی قرأت میں اذا ادبر یعنی دونوں الف کے ساتھ ہیں۔

امام ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ دبور اللیل سے مراد رات کی تاریکی ہے۔

امام مسدد نے مسند میں، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے وَالَّيْلِ اِذْ اَدْبَرَ۝ کے بارے پوچھا۔ تو آپ خاموش رہے اور مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ یہاں تک کہ جب رات کا آخری حصہ آیا۔ آپ نے پہلی اذان سنی تو مجھے آواز دی: اے مجاہد! یہ وقت دبر اللیل ہے۔

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ وَالصُّبْحِ اِذَآ

marfat.com

Marfat.com

اَسْفَرَ۝ کا معنی ہے قسم ہے صبح کی جب وہ روشن ہو جائے اور اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ۝ فرمایا: بے شک یہ جہنم (بڑی بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے)(1)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابورزین رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ اِنَّهَا میں ھا ضمیر سے مراد جہنم ہے یعنی یہ جہنم بڑی آزمائشوں میں سے ایک ہے۔

امام ابن ابی الدنیا نے ذم الامل میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ ہر صبح اور ہر شام ندا دینے والا ندا دیتا ہے: اے لوگو! کوچ کرو کوچ کرو۔ بے شک اس کی تصدیق کتاب اللہ میں ہے۔ اِنَّهَا لَاِحْدَى الْكُبَرِ۝ نَذِيْرًا لِّلْبَشَرِ۝ لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ فرمایا: تم میں سے جس کے لیے چاہے موت پہلے آئے۔ اَوْ يَتَاَخَّرَ۝ یا موت مؤخر ہو۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّتَقَدَّمَ اَوْ يَتَاَخَّرَ۝ کے تحت فرمایا ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی طاعت کی اتباع کرے اور جو چاہے اس سے پیچھے رہے۔(2)

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ تفسیر بیان کی ہے کہ تم میں سے جو چاہے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت میں آگے بڑھے یا اللہ تعالیٰ کی معصیت ونافرمانی میں پیچھے رہے۔

كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ۝ اِلَّاۤ اَصْحٰبَ الْيَمِيْنِ۝ فِيْ جَنّٰتٍ يَتَسَآءَلُوْنَ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ۝ مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ۝ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ۝ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِيْنَ۝ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآىِٕضِيْنَ۝ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّيْنِ۝ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْيَقِيْنُ۝ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِيْنَ۝ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِيْنَ۝ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ۝ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ۝ بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً۝ كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ۝ كَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ۝ فَمَنْ شَآءَ ذَكَرَهٗ۝ وَ مَا يَذْكُرُوْنَ اِلَّاۤ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ؕ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ۝

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 364 (3390)، دار الکتب العلمیہ بیروت

2۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 195، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

''ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے۔ سوائے اصحاب یمین کے۔ جو جنتوں میں ہوں گے۔ اہل جنت پوچھیں گے مجرموں سے کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا۔ وہ کہیں گے ہم نماز نہیں پڑھا کرتے تھے۔ اور مسکین کو کھانا بھی نہیں کھلایا کرتے تھے۔ اور ہم ہرزہ سرائی کرنیوالوں کے ساتھ ہرزہ سرائی میں لگے رہتے۔ اور ہم جھٹلایا کرتے تھے روز جزا کو۔ یہاں تک کہ ہمیں موت نے آلیا۔ پس انہیں کوئی فائدہ نہ پہنچائے گی شفاعت کرنے والوں کی شفاعت۔ پس انہیں کیا ہو گیا ہے کہ وہ اس نصیحت سے روگرداں ہیں۔ گویا وہ بھڑکے ہوئے جنگلی گدھے ہیں۔ جو بھاگے جا رہے ہیں شیر سے۔ بلکہ ان میں سے ہر شخص چاہتا ہے کہ ان کو کھلے ہوئے صحیفے دیئے جائیں۔ ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ دراصل وہ آخرت سے ڈرتے ہی نہیں۔ ہاں ہاں یہ قرآن تو نصیحت ہے۔ پس جس کا جی چاہے نصیحت حاصل کرے۔ اور وہ نصیحت قبول نہیں کریں گے بجز اس کے کہ اللہ تعالیٰ چاہے، وہی اس قابل ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور وہی بخشنے کے لائق ہے''۔

امام ابن جریر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ كُلُّ نَفْسٍۭ بِمَا كَسَبَتْ رَهِيْنَةٌ ۝ کا معنی ہے کہ ہر نفس اپنے عملوں کے سبب پکڑا گیا ہے۔(1)

امام عبد بن حمید نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے یہ مفہوم نقل کیا ہے کہ اصحاب یمین کے سوا تمام کے تمام لوگ معلق ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے (کہ ہر نفس اپنے عملوں میں گروی ہے سوائے اصحاب یمین کے) کہ ان کا محاسبہ نہیں کیا جائے گا۔(2)

امام ابن منذر رحمہ اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمان ہیں۔

امام عبدالرزاق، فریابی، سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ، عبد بن حمید، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں (3)۔ حاکم نے کہا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

امام سعید بن منصور، ابن ابی شیبہ اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ اصحاب یمین سے مراد مسلمانوں کے بچے ہیں۔(4)

امام عبدالرزاق، عبد بن حمید، عبداللہ بن احمد نے زوائد الزہد میں، ابن ابی داؤد اور ابن الانباری دونوں نے مصاحف میں ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت عمرو بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو یہ پڑھتے سنا: فِيْ جَنّٰتٍ ۛ يَتَسَآءَلُوْنَ ۝ عَنِ الْمُجْرِمِيْنَ ۝ (کہ جنت میں وہ سوال کریں گے) اے فلاں! مَا سَلَكَكُمْ فِيْ سَقَرَ ۝ (کہ کس جرم نے تم کو دوزخ میں داخل کیا ہے) حضرت عمرو رحمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور مجھے لقیط

1۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 196، دار احیاء التراث العربی بیروت 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً، جلد 29، صفحہ 197

4۔ ... (34626) 117 ...

marfat.com

Marfat.com

نے خبر دی ہے کہ میں نے حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما کو سنا۔ انہوں نے بتایا میں نے حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو سنا۔ وہ یہ آیت اسی طرح پڑھتے تھے۔(1)

امام ابو عبید نے فضائل میں اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس طرح قرأت کی: ''یَا اَیُّهَا الْكُفَّارُ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ﴿۴۲﴾۔

امام عبد الرزاق، عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے۔ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ﴿۴۵﴾ فرمایا وہ کہیں گے: جب بھی کوئی گمراہ ہونے والا گمراہ ہوا تو ہم بھی ان کے ساتھ گمراہ ہو گئے اور فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ﴿۴۸﴾ کے تحت فرمایا: تم جان لو! کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مومنین کی آپس میں بعض کی بعض کے لیے شفاعت قبول فرمائے گا۔ فرمایا: ہمارے سامنے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: بے شک میری امت میں کچھ لوگ ہیں جن کی شفاعت کے سبب بنی تمیم سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ اور حسن نے کہا ہے: ربیعہ اور مضر سے زیادہ لوگوں کو یہ فرمایا اور ہم یہ بیان کرتے تھے کہ شہید اپنے گھر والوں میں سے ستر افراد کی شفاعت کرے گا۔(2)

ابن ابی حاتم نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ﴿۴۷﴾ یہاں تک ہمیں موت آ گئی۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ﴿۴۸﴾ کا معنی ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت انہیں نہیں پائے گی (یعنی انہیں نفع نہیں پہنچائے گی)۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ میری شفاعت کے ساتھ اہل ایمان جہنم سے نکلتے رہیں گے یہاں تک کہ اس میں کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان کے جن کا ذکر اس آیت میں ہے۔ مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنْفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشّٰفِعِیْنَ﴿۴۸﴾۔

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبد الرحمٰن بن میمون رحمہ اللہ تعالیٰ سے بیان کیا ہے کہ حضرت کعب رضی اللہ عنہ ایک دن حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس آئے۔ تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ مجھے اس کے بارے بتاؤ جہاں قیامت کے دن حضور نبی رحمت ﷺ کی شفاعت ختم ہو جائے گی؟ تو حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: تحقیق اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آپ کو خبر دی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِیْ سَقَرَ﴿۴۲﴾ قَالُوْا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّیْنَ﴿۴۳﴾ وَ لَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِیْنَ﴿۴۴﴾ وَ كُنَّا نَخُوْضُ مَعَ الْخَآئِضِیْنَ﴿۴۵﴾ وَ كُنَّا نُكَذِّبُ بِیَوْمِ الدِّیْنِ﴿۴۶﴾ حَتّٰۤى اَتٰىنَا الْیَقِیْنُ﴿۴۷﴾ حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے کہا: اس دن آپ ﷺ شفاعت فرمائیں گے یہاں تک ان تک پہنچ جائیں گی جنہوں نے کبھی نماز نہیں پڑھی اور نہ کبھی کسی مسکین کو کھانا کھلایا۔ اور نہ ہی دوبارہ اٹھائے جانے پر کبھی ایمان لایا۔ پس جب شفاعت ان تک پہنچے گی تو پھر کوئی ایسا باقی نہیں رہے گا جس میں خیر اور نیکی ہو۔

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 366 (3399)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، جلد 3، صفحہ 365 (92-3391)

marfat.com

Marfat.com

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن اہل نار میں سے کم درجے والے کو لایا جائے گا۔ تو اللہ تعالیٰ اس کو فرمائے گا: کیا تو سونے چاندی سے بھری ہوئی زمین بطور فدیہ دے سکتا ہے؟ وہ کہے گا: ہاں! اگر میں اس پر قادر ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے جھوٹ بولا ہے۔ میں تجھے اس کی رغبت دلاتا تھا جو تجھ پر انتہائی آسان تھا کہ تو مجھ سے سوال کر، میں تجھے عطا کروں گا۔ تو مجھ سے مغفرت طلب کرے تو میں تیری مغفرت فرمادوں گا اور تو مجھ سے دعا مانگ تو میں تیری دعا قبول کروں گا۔ لیکن تو دن اور رات میں سے ایک ساعت بھی مجھ سے کبھی نہیں ڈرا اور کبھی مجھ سے کوئی امید اور آرزو وابستہ نہیں کی اور نہ ہی کبھی میری سزا سے خوفزدہ ہوا۔ تو اس کے سوا اور کچھ نہیں مگر وہی جو اس سے بڑھ کر مشقت آمیز اور تکلیف دہ ہے۔ تو پھر اسے کہا جائے گا: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ۝ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ۝ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ۝ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ۝ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ۝۔

امام ابن مردویہ نے حضرت صہیب الفقیر رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: ہم مکہ مکرمہ میں تھے اور میرے ساتھ طلق بن حبیب بھی تھے۔ ہم خوارج کی رائے رکھتے تھے۔ تو ہم تک یہ خبر پہنچی کہ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ شفاعت کے بارے میں کچھ کہتے ہیں۔ پس ہم ان کے پاس آئے اور ان سے کہا: آپ کی جانب سے ہم تک یہ خبر پہنچی ہے کہ شفاعت کے بارے میں آپ کا نظریہ اللہ تعالیٰ کے اس قول کے خلاف ہے جو کتاب اللہ میں ہے۔ تو انہوں نے ہمارے چہروں کی طرف دیکھا اور فرمایا: کیا تم اہل عراق میں سے ہو؟ ہم نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے تبسم فرمایا اور فرمایا: تم کتاب اللہ میں کہاں پاتے ہو؟ میں نے کہا: جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: رَبَّنَا إِنَّكَ مَن تُدْخِلِ النَّارَ فَقَدْ أَخْزَيْتَهُ (ال عمران: 192) (اے ہمارے رب! بے شک تو نے جسے داخل کر دیا آگ میں تو رسوا کر دیا تو نے اسے) اور يُرِيدُونَ أَن يَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُم بِخَارِجِينَ مِنْهَا (المائدہ: 37) (بہت چاہیں گے کہ نکلیں اس آگ سے اور وہ نہیں نکل سکیں گے اس سے) مزید فرمایا: كُلَّمَا أَرَادُوا أَن يَخْرُجُوا مِنْهَا أُعِيدُوا فِيهَا (السجدہ: 20) (جتنی مرتبہ وہ ارادہ کریں گے کہ (کسی طرح) یہاں سے نکل جائیں تو (ہر بار) انہیں لوٹا دیا جائے گا اس میں) اور انہیں کے مشابہ قرآن کریم کی دیگر آیات۔ تو آپ نے فرمایا، تم کتاب اللہ کو زیادہ جانتے ہو یا ہم؟ ہم نے کہا: نہیں بلکہ تم ہم سے زیادہ جانتے ہو۔ تو انہوں نے فرمایا: قسم بخدا! میں رسول اللہ ﷺ کے زمانہ مقدس میں قرآن کریم کے نازل ہونے کے وقت اور شفاعۃ الشافعین کے نزول کے وقت حاضر تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کی تاویل سنی ہے اور بلا شبہ نبی مکرم ﷺ کے لیے کتاب اللہ میں شفاعت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں جس میں مدثر کا ذکر کیا گیا ہے فرمایا ہے: مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ۝ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ۝ الآیہ۔ کیا تم جانتے نہیں کہ شفاعت ان کے لیے حلال ہے جو اس حال میں مرے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراتے ہوں؟ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ساری مخلوق کو پیدا فرمایا اور اس کے لیے اس نے کسی سے مدد نہیں لی اور اس بارے میں کسی سے اس نے مشاورت نہیں کی۔ پس وہ اپنی رحمت کے ساتھ جسے چاہے جنت میں داخل کرے اور

marfat.com

Marfat.com

جسے چاہے جہنم میں داخل کرے۔ پھر اللہ تعالیٰ موحدین پر رحم اور مہربانی فرمائے گا کہ اپنی جانب سے ایک فرشتہ پانی اور نور کے ساتھ بھیجے گا اور وہ جہنم میں داخل ہوگا اور وہ چھڑکاؤ کرے گا اور جنہیں وہ چاہے گا ان تک اسے پہنچا دے گا۔ اور اسی تک پہنچے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا اور وہ انہیں نکال لائے گا، یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب سرزمین میں ڈال دے گا۔ پھر وہ اپنے رب کی طرف رجوع کرے گا۔ وہ اسے مزید پانی اور روشنی کی مہلت عطا فرمائے گا۔ پھر وہ داخل ہوگا اور چھڑکاؤ کرے گا۔ وہ انہیں پالے گا جنہیں اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ پھر بھی وہ انہیں ہی پائے گا جو دنیا سے اس حال میں نکلے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے تھے۔ وہ انہیں نکال لائے گا یہاں تک کہ انہیں جنت کے قریب میں ڈال دے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ شفاعت کرنے والوں کو اجازت عطا فرمائے گا اور وہ ان کے لیے شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اپنی رحمت اور شفاعت کرنے والوں کی شفاعت کے سبب جنت میں داخل فرما دے گا۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے البعث میں حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اہل ایمان میں سے ایک قوم کو عذاب دے گا، پھر انہیں حضور نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے سبب اس سے نکالے گا یہاں تک کہ کوئی بھی باقی نہیں رہے گا سوائے ان لوگوں کے جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا مَا سَلَكَكُمْ فِي سَقَرَ ﴿۴۲﴾ قَالُوا لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ ﴿۴۳﴾ وَلَمْ نَكُ نُطْعِمُ الْمِسْكِينَ ﴿۴۴﴾ وَكُنَّا نَخُوضُ مَعَ الْخَائِضِينَ ﴿۴۵﴾ وَكُنَّا نُكَذِّبُ بِيَوْمِ الدِّينِ ﴿۴۶﴾ حَتَّىٰ أَتَانَا الْيَقِينُ ﴿۴۷﴾ فَمَا تَنفَعُهُمْ شَفَاعَةُ الشَّافِعِينَ ﴿۴۸﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ فَمَا لَهُمْ عَنِ التَّذْكِرَةِ مُعْرِضِينَ ﴿۴۹﴾ میں التَّذْكِرَةِ سے مراد قرآن کریم ہے۔ (یعنی انہیں کیا ہوا ہے کہ وہ قرآن سے اعراض کر رہے ہیں)۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت عاصم رحمۃ اللہ علیہ نے كَأَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ میں کان کو مثقلہ اور مُّسْتَنفِرَةٌ میں فاء کو کسرہ کے ساتھ پڑھا ہے۔

ابو عبید اور ابن منذر نے حضرت حسن اور ابو رجاء سے بیان کیا ہے کہ ان دونوں نے اسے فاء کی زبر کے ساتھ مُسْتَنْفَرَة پڑھا ہے۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر، ابن ابی حاتم اور حاکم رحمہم اللہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا معنی تیر مارنے والے شکاری لوگ ہیں۔ (1)

امام عبد بن حمید اور ابن ابی حاتم رحمہما اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر مارنے والا آدمی اور شکار کرنے والے آدمی ہیں۔

امام سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن منذر اور ابن ابی حاتم رحمہم اللہ نے حضرت ابو جمرہ رحمہ اللہ سے بیان کیا ہے کہ میں نے اس کے بارے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے پوچھا۔ تو انہوں نے فرمایا: قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔ اور فرمایا: عربوں میں سے میں کسی کی لغت میں یہ نہیں جانتا کہ اسد (شیر) سے مراد آدمیوں کی جماعت اور گروہ ہے۔

1۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3875)، دار الکتب العلمیہ بیروت

marfat.com

Marfat.com

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت عکرمہ رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ ﴿۵۰﴾ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا مفہوم ہے کہ گویا وہ جنگلی جانور ہیں جو اپنے تیر اندازوں سے بھاگ پڑے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ کا معنی ہے شکار کرنے والا۔

امام عبد بن حمید نے ذکر کیا ہے کہ حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اس کا معنی شکار کرنے والا اور تیر پھینکنے والا ہے۔

امام عبد بن حمید رحمہ اللہ نے حضرت ابو مالک رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر انداز ہے۔(1)

امام خطیب رحمہ اللہ نے تاریخ میں حضرت عطاء بن ابی رباح سے بھی اسی طرح روایت کیا ہے۔

امام عبد الرزاق اور عبد بن حمید رحمہما اللہ نے حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد تیر ہے۔

امام ابن منذر نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شکاریوں کی رسیاں ہیں۔

امام سفیان بن عیینہ نے تفسیر میں، عبد الرزاق اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد لوگوں کی آوازیں ہیں۔(2)

امام ابن ابی حاتم رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔ عرب زبان میں اسے اسد کہا جاتا ہے اور حبشی زبان میں قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾۔

عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ قَسْوَرَةٍ ﴿۵۱﴾ سے مراد شیر ہے۔(3)

امام عبد بن حمید، ابن جریر اور ابن منذر رحمہم اللہ نے حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ کے واسطہ سے حضرت ابو صالح رحمۃ اللہ علیہ سے یہ قول بیان کیا ہے: انہوں (قریش مکہ) نے کہا: اگر محمد (ﷺ) سچے ہیں تو صبح کے وقت ہم میں سے ہر آدمی سر کے نیچے ایک صحیفہ (خط) ہونا چاہیے جس میں آتش جہنم سے ان کی برأت اور پر امن ہونے کا ذکر ہو۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی: بَلْ يُرِيْدُ كُلُّ امْرِئٍ مِّنْهُمْ اَنْ يُّؤْتٰى صُحُفًا مُّنَشَّرَةً ﴿۵۲﴾۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مذکورہ آیت کے تحت یہ قول بیان کیا ہے کہ انہوں نے کہا: صبح کے وقت ہر آدمی کے سر کے نیچے ایک صحیفہ رکھا ہوا ہو جسے وہ پڑھ لیں گے۔ اور اس میں آغاز اس طرح ہو رب العالمین کی جانب سے فلاں بن فلاں کے نام۔

امام عبد بن حمید اور ابن منذر رحمہما اللہ نے ذکر کیا ہے کہ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے اسی آیت کے ضمن میں یہ قول بیان کیا ہے کہ لوگوں میں سے کچھ کہنے والوں نے حضور نبی کریم ﷺ سے کہا: اگر آپ کے لیے یہ بات باعث مسرت ہے کہ ہم آپ کی اتباع اور پیروی کریں۔ تو پھر خالص ہمارے لیے ایک خط لائیے جس میں وہ ہمیں آپ کی اتباع کا حکم دے اور آپ نے كَلَّا ۭ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ ﴿۵۳﴾ کے تحت کہا کہ وہ شے جس نے قوم کو ہنسایا اور انہیں خراب کیا وہ یہ ہے کہ وہ آخرت سے

1۔ تفسیر عبد الرزاق، زیر آیت ہذا، جلد 3، صفحہ 367 (3401)، دار الکتب العلمیہ بیروت 2۔ ایضاً، (3400)
3۔ تفسیر طبری، زیر آیت ہذا، جلد 29، صفحہ 202، دار احیاء التراث العربی بیروت

marfat.com

Marfat.com

ڈرتے نہیں ہیں اور نہ ہی وہ اس کی تصدیق کرتے ہیں اور مزید فرمایا: کَلَّاۤ اِنَّهٗ تَذْكِرَةٌ ہاں ہاں بلاشبہ یہ قرآن نصیحت ہے۔ هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ فرمایا: بے شک ہمارا رب یہ حق رکھتا ہے کہ ہم اس کی حرام کردہ چیزوں سے بچیں اور وہی اس اہل ہے کہ وہ اپنے بندوں کے کثیر اور بے شمار گناہ بخش دے۔

امام ابن ابی شیبہ رحمہ اللہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے كَلَّا ؕ بَلْ لَّا يَخَافُوْنَ الْاٰخِرَةَ کے بارے کہا کہ (آخرت کا خوف نہ ہونا) ہی وہ شے ہے جس نے انہیں ذلیل ورسوا کر دیا۔(1)

امام احمد، دارمی، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بزار، ابویعلی، ابن جریر، ابن منذر، ابن ابی حاتم، ابن عدی، حاکم اور آپ نے اسے صحیح قرار دیا ہے اور ابن مردویہ رحمہم اللہ نے بیان کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ آیت پڑھی هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ اور فرمایا تحقیق تمہارے رب نے کہا: میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے اور جس کسی نے میرے ساتھ کسی کو الہ نہ بنایا تو میں اس اہل ہوں کہ میں اس کی مغفرت فرمادوں۔(2)

امام ابن مردویہ رحمہ اللہ نے حضرت عبداللہ بن دینار رضی اللہ عنہ سے یہ قول بیان کیا ہے کہ میں نے حضرت ابوہریرہ، حضرت ابن عمر اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہم سے سنا ہے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس ارشاد ربانی کے بارے پوچھا گیا هُوَ اَهْلُ التَّقْوٰى وَ اَهْلُ الْمَغْفِرَةِ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں اس اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے۔ پس میرے ساتھ کوئی شریک نہ بنایا جائے۔ سو جب مجھ سے ڈرا جائے اور میرے ساتھ کسی کو شریک بھی نہ بنایا جائے تو میں اس اہل ہوں کہ اس کے سوا جو گناہ ہوں انہیں بخش دوں۔

امام حکیم ترمذی رحمہ اللہ نے نوادر الاصول میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میں انتہائی کریم اور سخی ہوں اور میں عفو ودرگزر کے لحاظ سے اس سے کہیں عظیم اور بلند شان والا ہوں کہ میں دنیا میں اپنے بندے پر پردہ ڈالے رکھوں اور اسے مستور رکھنے کے بعد پھر اسے رسوا کر دوں۔ اور میں اپنے بندے کی مسلسل مغفرت فرماتا رہتا ہوں جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتا رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: بے شک میں اپنے بندے سے حیا کرتا ہوں کہ وہ میری بارگاہ میں اپنے ہاتھ اٹھائے پھر میں انہیں لوٹا دوں۔ "يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اِنِّيْ لَاَجِدُنِيْ اَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِيْ يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِلَيَّ ثُمَّ اَرُدُّهُمَا" فرشتوں نے کہا: ہمارا الٰہ اس کے اہل نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لیکن میں اہل التقویٰ اور اہل المغفرۃ ہوں۔ میں تمہیں گواہ بناتا ہوں کہ میں نے اس کی مغفرت فرمادی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے بے شک میں اپنے بندے اور اپنی باندی سے حیاء محسوس کرتا ہوں کہ وہ دونوں حالت اسلام میں بوڑھے ہو جائیں پھر اس کے بعد میں انہیں جہنم میں عذاب دوں "اِنِّيْ لَاَسْتَحْيِيْ مِنْ عَبْدِيْ وَ اَمَتِيْ يَشِيْبَانِ فِي الْاِسْلَامِ ثُمَّ اُعَذِّبُهُمَا بَعْدَ ذٰلِكَ فِي النَّارِ"(3)

1۔ مصنف ابن ابی شیبہ، کتاب الزہد، جلد 7، صفحہ 234 (35616)، مکتبۃ الزمان مدینہ منورہ

2۔ مستدرک حاکم، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 552 (3876)، دار الکتب العلمیہ بیروت

3۔ نوادر الاصول، باب ان العقوبۃ لاتثنی فی الآخرۃ۔ جلد 1، صفحہ 138، دار صادر بیروت

marfat.com

Marfat.com